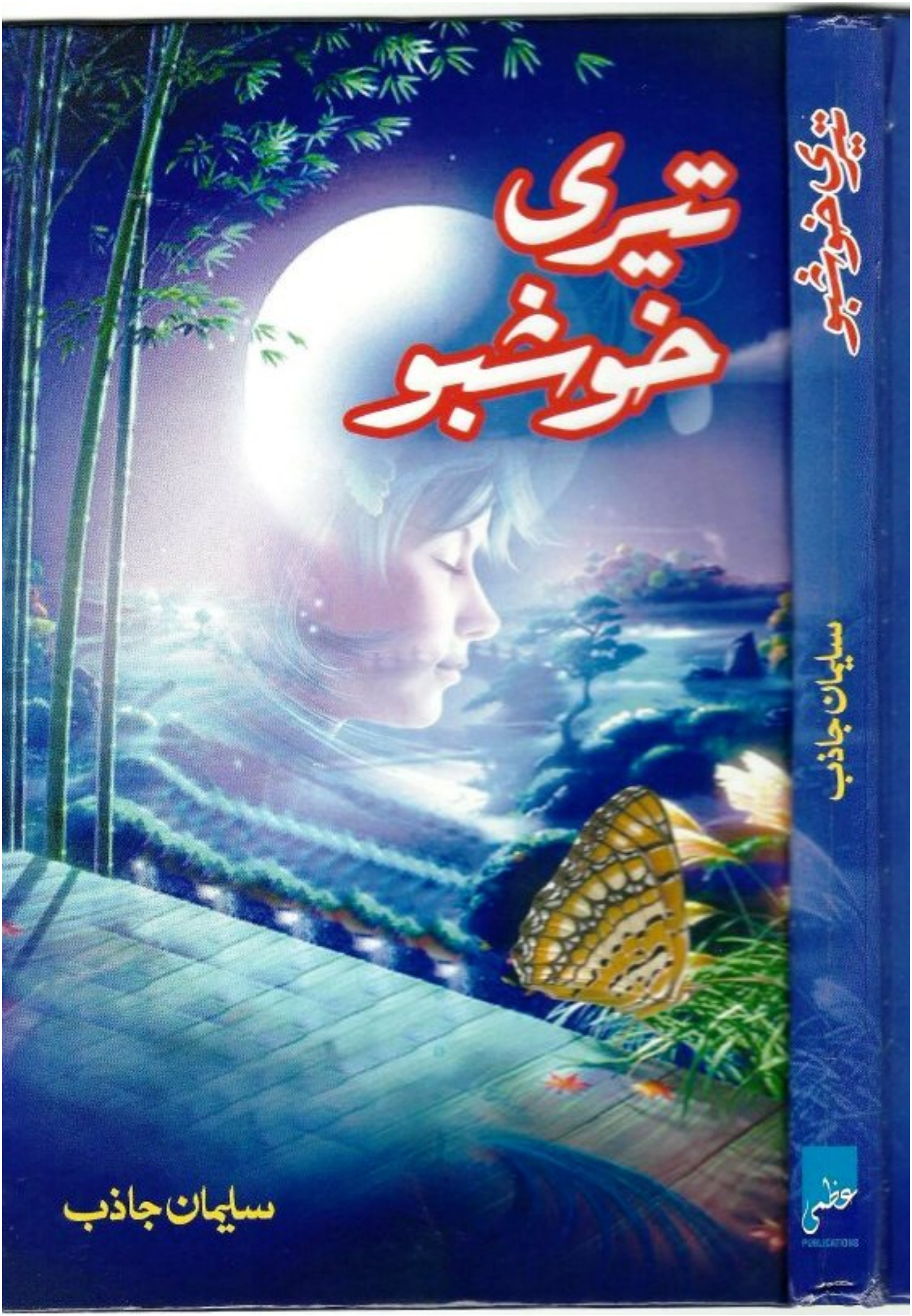
تیری خوشبو
سلیمان جاذب
عظمی
PUBLICATIONS
تیری خوشبو
سلیمان جاذب

سلیمان جاذب نے انٹرنیٹ جرنلزم اور ادب کی دنیا میں لگ بھگ ایک ساتھ قدم رکھا ہے اور دونوں میں ان کی کامیابی کے وسیع امکانات موجود ہیں۔

ان کا پہلا شعری مجموعہ ''تیری خوشبو'' ابتدائی جوانی کے محبت سے معمور جذبوں کا عمدہ اظہار ہے۔ ان جذبوں میں اضطراب و سرشاری کی مختلف کیفیات خوبصورت انداز سے آئی ہیں۔ نئی نسل کے قارئین ان سے آئینہ نما گہرا تعلق محسوس کریں گے، جبکہ میری عمر کے اور مجھ سے بڑی عمر کے لوگ بھی اس شاعری کا مطالعہ کرتے ہوئے اپنی جوانی کے زمانوں کا سفر کر لیں گے۔ تاہم ابتدائے جوانی کی محبت کے جذبات سے سرشار ہونے کے باوجود سلیمان جاذب کے ہاں فکری پختگی بھی اپنی جھلک دکھانے لگی ہے۔ بعض اشعار میں یہ جھلک اتنی نمایاں ہے کہ اس سے سلیمان جاذب کے آئندہ امکانات کا بہتر اندازہ کیا جا سکتا ہے۔

برصغیر پاک و ہند سے باہر جعلی اور چور شاعروں کے ہجوم میں جہاں بھی کوئی اوریجنل اور جینوئن شاعر دکھائی دیتا ہے مجھے دلی خوشی ہوتی ہے۔ ایسے ماحول میں سلیمان جاذب جیسے نئے اور اچھے شاعر کی اردو ادب میں آمد ہوا کے خوشگوار جھونکے جیسی ہے، ایسا خوشگوار جھونکا جس میں اس کے محبوب ہی کی نہیں اس کی اپنی اور اوریجنلٹی کی خوشبو بھی بھری ہوئی ہے۔

میں ''تیری خوشبو'' کی خوشبودار شاعری کے ذریعے اردو ادب میں اپنا پہلا شعری مجموعہ لانے والے سلیمان جاذب کا دلی مسرت کے ساتھ خیر مقدم کرتا ہوں اور ان کی آئندہ تخلیقی کامرانیوں کے لیے دعا کرتا ہوں!

حیدر قریشی

(جرمنی سے)

۵ ستمبر ۲۰۰۹ء

سلیمان جاذب القطر گروپ آف کمپنیز متحدہ عرب امارات میں بطور محاسب کام کرتے ہیں۔

ان کا تعلق شاہینوں کے شہر سرگودھا، پاکستان سے ہے۔

تیری خوشبو اُن کا پہلا شعری مجموعہ ہے۔ وہ اردو ویب سائٹ

www.onlineurdu.com

بھی چلاتے ہیں

اور "ماہنامہ آن لائن اردو انٹرنیشنل" کے مدیر اعلیٰ ہیں۔

ان کے بارے میں مزید معلومات ان کی ویب سائیٹ

www.sulemanjazib.com

پر موجود ہیں۔

القطر گروپ متحدہ عرب امارات کے چیئرمین

جناب محمد اسحاق

اور

پریزیڈنٹ جناب جمیل اسحاق

کی محبتیں

سلیمان جاذب کے ادبی و صحافتی سفر میں بہت معاون ثابت ہوئیں۔

تیری خوشبو

شاعری

سلیمان جاذبؔ

عظمی پبلیکیشنز

بک اسٹریٹ۔2/3 طفیل چیمبرز۔39 مزنگ روڈ۔

چوک صفاں والا۔لاہور

تیری خوشبو... شاعری.... سلیمان جاذبؔ

حوالہ۔۔۔AP BOOK No.104

جملہ حقوق بحق ناشر و شاعر محفوظ

اِسلام عظمی نے

نی جے پرنٹرز۔رائل پارک۔لاہور

سے چھپوا کر

عظمی پبلیکیشنز

2/3 طفیل چیمبرز 39 مزنگ روڈ چوک سفاں والا۔لاہور سے شائع کی

اکتوبر 2009ء

سرورق۔طارق فیضی

تعداد۔500

اشاعت۔اوّل

قیمت۔۔۔ 250 روپے ، 25 درہم ، 10 ڈالر

انتساب

ان ہونٹوں کے نام جن سے میرے لئے ہمیشہ دعائیں

نکلتی ہیں

زندگی کی سب سے عظیم ہستی

پیاری امی جان کے نام

الوداعی بوسہ

سلگتے صحرا کے جب سفر پر
میں گھر سے نکلا
تو میری ماں نے
یوں میرے ماتھے پہ ہونٹ رکھے تھے
اُس نے ایسے دیا تھا بوسہ
کہ میرے سارے بدن میں جس نے
مہک میں ڈوبا دھنک سا رنگین پیار
امرت سا بھر دیا تھا
مجھے جو سرشار کر گیا تھا
فضا میں خاموش سی دعا سے

عجیب سا رنگ بھر دیا تھا

عجب خوشی تھی ،عجیب دکھ تھا

کہ تپتے صحرا کی ریت جیسے تھے ہونٹ اس کے

اوراُس کی آنکھیں سلگ رہی تھیں

لبوں پہ چپ اور کلام کرتی سی گفتگو تھی

مجھے تھا معلوم اور اُسے بھی

کہ دور ہوتے ہی

ٹوٹ جائیں گے بند سارے

کہ ضبط کے یہ کڑے سہارے

نہ روک پائیں گے خشک آنکھوں کی بارشوں کو

وہ بات بے بات رو پڑے گی

☆

تم مجھے کس طرح بھلاؤ گے
ظلم یہ خود پہ کر نہ پاؤ گے

روح جس میں تمہاری رہتی ہے
وہ محل کیسے تم گراؤ گے

☆☆☆

ترتیب

زرخیز دھرتی کا زرخیز شاعر۔۔۔وصی شاہ۔۔۔13

سپنے کبھی نہیں مرتے۔۔۔۔اسلام عظمی۔۔۔15

غزلیں

اللہ جی.....23

نعت.....25

ماں کی دعا.....26

جانِ جاں.....28

درختوں پر پرندوں کے بسیرے کچھ دنوں کے ہیں.....29

برسوں کا شناسا بھی شناسا نہیں لگتا.....31

دل کو بہت ستائے تری آرزو صنم.....33

راستہ اپنا زمانے سے جدا رکھا ہے.....35

وقت کے بہلاوے کو روکنا مشکل بہت.....37

تیری تصویر کو سینے میں سجا رکھا ہے.....38

دلبری کو پھر محبت کا زمانہ چاہئے (تین شعر).....40

ہے خزاں یا بہار ہے جاناں.....41

یہ جو چاہت نصاب ہے بابا.....43

اُدھر سے جب اشارہ آ گیا ہے.....45

نگاہِ یار میں تلخی بہت تھی..... 47

اِن آنکھوں کا کاجل پگلی..... 49

آس کا دیپ جلایا پھر آج..... 51

الوداع اس کو جب کہا میں نے..... 53

کیسے رستے ہیں مگر کیسا ہے..... 55

تو نہیں جب سے ہم سفر میرا..... 57

ایک مشکل مرحلہ ہے آج پھر..... 59

جو میں سوچتا دل لگانے سے پہلے..... 61

نگاہیں بھی ہم سے چراتے رہے..... 63

وہ ہتھیلی وہ حنا یاد آئی..... 65

شام جب جب قریب ہوتی ہے..... 67

اپنے قابو میں دل نہیں تب سے..... 69

ستارے ہی ستارے دیکھتا ہوں..... 71

بن گئی جب سے دوستی پتھر..... 73

تن بدن سے لپٹ گئی سردی..... 75

اُس کا ملنا تھا اک نئی حیرت..... 77

دور سے چھپ دکھلاتا چاند..... 79

دل کے چکر میں آ گیا ہوں میں..... 81

ڈرتا ہوں حالات سے میں..... 83

تم سے ملنے کی دل میں تھی خواہش..... 85

نیا اک بہانہ بنانے لگی ہے..... 87

وہ ترا غم گسار ہو جانا..... 89

حالِ دل اپنا سناتے ہی رہے..... 91

ستارہ زمیں پر اُترتا نہیں ہے..... 93

آنکھ جھپکی نہ بجھے ہیں سپنے..... 95

خیالِ خوش جمال میں..... 97

محبت کے سفر میں ہوں..... 99

یہ سوچنے کا جو سلسلہ ہے..... 101

راہ دکھاتا ہے پتھر..... 103

مرے سامنے جو وہ آئے ہوئے ہیں..... 105

اِدھر تم ہو اُدھر تم ہو..... 107

اسے دل لگانے کی فرصت نہیں ہے..... 109

کسی سے بھی اپنا گلہ کچھ نہیں..... 111

ملا کر قدم ساتھ چلنے تو دو..... 113

دلِ ناتواں کی ہے عادت پرانی..... 115

خوشیوں میں بھی غم ہی غم..... 117

چوٹ کھا کر مسکرانا چاہیے..... 119

سزاوار ہوں تو سزا چاہئے..... 121

میں اپنی رہ میں کانٹے بو رہا ہوں..... 123

مری آزمائشوں کا محور بنا ہے..... 125

نظمیں

کاش..... 129

تم..... 130

اجنبی..... 131

Love..... 133

تمنا..... 135

کچھ تو کہو..... 137

ممکن..... 139

بغاوت..... 141

اجنبی دیاروں میں..... 143

گزرے ہوئے لمحے..... 145

آؤ پھر سے یاد کریں ہم..... 147

یادداشت..... 149

بولتی آنکھوں والی گڑیا..... 151

زرخیز دھرتی کا زرخیز شاعر

سرگودھا شہر کی زرخیز مٹی سے اُٹھنے والے خوبصورت شاعر سلیمان جاذبؔ کی شاعری میں آپ کو اِن کے علاقے کی رہتل، اِن کے علاقے کے لوگوں کی سوچ اور محبت کی خوشبو ملے گی۔

چوٹ کھا کر مسکرانا چاہیے
صبر اپنا آزمانا چاہیے

صبح کا اعلان کرنے کے لیے
بلبلوں کو چہچہانا چاہیے

خود ہی چل جائے گا منزل کا پتہ
راہ سے پتھر ہٹانا چاہیے

یاد آیا ہے کوئی مدت کے بعد
ہم کو رونے کا بہانہ چاہیے

بھولنا آساں کہاں جاذبؔ اُسے
بھولنے کو اِک زمانہ چاہیے

عموماً دیباچوں یا پیش لفظ یا فلیپ میں پوری غزل درج کرنے کا رواج نہیں ہے لیکن میں نے یہ غزل اس لیے درج کرنا مناسب سمجھا کہ اس کے ہر شعر میں سلیمان جاذبؔ کے سوچنے کا انداز اور ان کے احساس کا رنگ نکھر کر سامنے آیا ہے اور جیسا کی میں نے اوپر لکھا کہ ہر شعر میں ان کے علاقے کی روایات اور رہتل کی جھلک نمایاں ہے۔ شاعری اور ادب کی خوبصورتی ہی یہی ہوا کرتی ہے کہ یہ مختلف لوگوں کی مختلف سوچوں سے آشنائی کراتی ہے۔

سلیمان جاذبؔ اپنی شاعری کے ذریعے اپنے محسوسات کی الگ دنیا بسانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور یہ میرے نزدیک شاعر کی اصل کامیابی ہوتی ہی یہی ہے کہ شاعر اپنے محسوسات کی منفرد دنیاؤں سے آشنا کرا سکے۔ اگر کسی کی شاعری پڑھ کر منفرد احساس کا ایک جھونکا بھی ہماری سوچ کو چھو جائے تو سمجھیں کہ شاعر نے اپنا حق ادا کر دیا۔ سلیمان جاذبؔ کی شاعری میں ایک نہیں کئی تازہ جھونکے آپ کی روح کو چھو کر آپ کو معطر کر دیں گے۔

اللہ تعالیٰ سلیمان جاذبؔ کا حامی و ناصر ہو

آمین

وصی شاہ

لاہور ۱۱۔۰۹۔۲۰۰۹

سپنے کبھی نہیں مرتے

سپنے سدا بہار پھول ہیں۔ یہ کیسے مر سکتے ہیں؟ ہوتا یہ ہے کہ سپنے دیکھنے والی آنکھیں تھک جاتی ہیں۔ سپنے دیکھنے والی آنکھیں بجھ بھی جائیں تو سپنے نہیں مرتے۔ سپنے خود رو پھولوں کی طرح ہیں۔ کوئی چہرہ، کوئی ساتھ، ذرا سی مہرباں دھوپ، کسی کے ساتھ گزری ہوئی شام، کوئی آشنا نام ساتھ ہو لیتا ہے تو آپ ہی آپ گلشن میں بہار آ جاتی ہے۔ چاروں طرف پھول کھلنے لگتے ہیں۔

محبت ایک جادوئی لفظ بننے لگتا ہے۔

محبت کا لفظ۔۔۔ گھسا پٹا اور فرسودہ ہونے کے باوجود نئے رنگ اور نئی خوشبوئیں اپنے دامن میں لیے ازل سے سفر میں ہے اور ابد تک سفر میں رہے گا۔ پہلی بار "مجھے تم سے محبت ہے" کہنے اور سننے کی حلاوت کبھی کم نہیں ہوتی۔ محبت نئے نئے روپ دھار کر آخری سانسوں تک حوصلہ بندھانے والی شکتی ہے۔ محبت صدا ہے۔ محبت دعا ہے۔ فقیر کی تسبیح اور جوگی کی مالا دونوں محبت ہیں۔ جذبوں کو الفاظ کی مالا میں پرو دینا شاعری ہے۔ محبت کا ایک روپ کتاب بھی ہے۔ کتاب اپنی محبت کی ریاضت میں دوسروں کو شریک کر لینے کا عمل ہے۔ کو بکو خوشبو پھیلانے کا عمل ہے۔ رنگوں کی تشکیل کا عمل ہے۔

رنگ اور خوشبو کسی کو بے شک بھلے نہ لگیں۔ اُن کے ہونے سے کون انکار کر سکتا ہے۔ خوشبو کو کو بکو پھیلنے سے کون روک سکتا ہے؟ بارش کے بعد آسمان کھلتا ہے تو بادلوں کی آنکھ سے ٹپکا اور فضا میں کہیں اٹکا ہوا آنسو قوس قزح بن جاتا ہے۔

سپنے اور محبت دونوں ایک سچ ہیں۔ ان کا ادراک کسی خاص آنکھ اور دل پر موقوف نہیں۔

یہ بے اختیاری کا اختیار ہے۔

سلیمان جاذب ایک نیا نام ہے۔ نیا نام ہے تو کیا ہوا؟ ہر نام تعارف سے پہلے ایک نیا نام ہی ہوتا ہے۔

زندگی کی رنگارنگی محبت سے ہے۔ سلیمان جاذب سپنے اور سندر سندیسے لیے گلستانِ محبت کی سیر کو نکلا ہے تو تنہا نہیں ہے۔ ڈھیر سارے well wisher قدم قدم اُس کے ساتھ ہیں۔

UAE کی ادبی محفلوں میں نوجوان سلیمان جاذب کو دیکھ کر بہت خوشی ہوئی۔ جنگل کتنا بھی گھنا کیوں نہ ہو، بوڑھے درختوں کی جگہ نئے درخت نہ لیں تو اُس کا انجام بھی صحرا ہو جاتا ہے۔ بچھڑا ہوا محبوب اس کا خاص موضوع ہے۔

ملک سے باہر آنے کی وجہ سے اس کی شاعری میں "وچھوڑے" کا درآنا فطری ہے۔ بچپن ابھی اس کے یادبستے میں بڑے اہتمام کے ساتھ دھرا ہے۔ جہاں بھی اسے موقع ملتا ہے، وہ بستہ کھول کر نارسائیوں کا دفتر کھول لیتا ہے۔ اپنی گڑیا کو احتیاط سے بستے سے نکال کر سامنے بٹھا لیتا ہے اور پرانے منظر میں کھو جاتا ہے۔ اس کی آنکھوں میں وہی پرانی حیرت ہے۔ اس کی آنکھوں میں وہی پرانا سپنا ہے۔ سال ہا سال گزرنے کے باوجود کچھ بھی تو نہیں بدلا۔ وہ "وفاداری بشرطِ استواری اصل ایماں ہے" کا قائل ہے۔۔۔۔۔

بہت سے کھلونوں کے جھرمٹ میں رقصاں
عجب تھی وہ گڑیا
بجاتی تھی تالی
گھماتی تھی بالی
ذرا دور اس سے جو بچے کھڑے تھے
عجب حیرتوں سے اسے تک رہے تھے

کسی کی بھی مٹھی میں پیسے نہیں تھے
اسی بھیڑ میں، میں بھی ساکت کھڑا تھا

(بولتی آنکھوں والی گڑیا)

اُسے اپنی کچی پکی یادوں پر ناز ہے۔ اُسے نارسائی کا دکھ نہیں بلکہ اپنی استقامت پر ناز ہے۔ وہ آج بھی وہیں کھڑا ہے، جہاں اس نے محبت کا پہلا سپنا دیکھا تھا۔ ناز کی اپنی جگہ، روبرو کی کا نشہ اپنی جگہ۔ اُسے اپنے جذبوں کو دانائی کا تڑکا لگانے کا کوئی شوق نہیں۔ ہر کام کا ایک وقت ہے اور اُسے مناسب وقت ہی پر کرنا اچھا لگتا ہے۔ سویرے سویرے سوٹ پہنے اور ٹائی لگائے صبح کی سیر کرتا ہوا عجیب لگتا ہے۔ خوش قسمتی سے اُسے اپنے ایج گروپ کے بہت سے دوست بھی مل گئے ہیں، جن کا ذکر اس نے اپنے مضمون میں بطورِ خاص کیا ہے۔

کچھ الگ کرنے کی دھن نے اسے سائٹ www.onlineurdu.com لانچ کرنے پر مجبور کر دیا۔ ویب سائٹ کامیابی کی منزلیں طے کرنے لگا تو جلد از جلد شاعری کے مجموعے کی اشاعت کے جنون نے اُسے بے چین کر دیا۔ شارجہ کے قیام کے دوران وہ جب بھی میرے پاس ہوتا، ایک ہی بات اس کی زبان پر ہوتی۔ ''سر جی! اب میری کتاب آ جانا چاہیے ناں؟''

محبت میں لکھے جانے والے پہلے خط کی طرح پہلی کتاب کا نشہ الگ ہے۔ وصی شاہ اس کا ideal تھا اور ہے۔ اُس کی لگن نے وصی شاہ سے دیباچہ بھی لکھوا لیا۔ پھر اس نے مجھے بھی اس آزمائش میں ڈال دیا۔ اپنی کتاب '' بے ساختہ '' کے بعد میرا خیال تھا کہ اب میں کوئی مضمون نہیں لکھوں گا۔ مگر سلیمان جاذب نے مجھے ''مشکلوں میں ڈال دیا'' ہے۔

کسی کی محبت کے بارے میں کوئی لکھے بھی تو کیا لکھے؟ محبت کوئی دعویٰ نہیں کہ اس کے بارے میں دلیل لائی جائے۔ محبت ایک یک طرفہ اعتراف ہے۔

محبت ہے تو ہے؟

قوس قزح ہے تو ہے۔

خوشبو ہے تو ہے۔

سلیمان جاذبؔ تمہارے لیے ڈھیر ساری دعائیں۔

اسلام عظمی

لاہور۔21/09/2009

''اللہ جی''

ہماری نظروں سے دور اُس پار اِک خلا ہے
جہاں کہ بے انت گردشیں ہیں
بہت سی ہیں کہکشائیں ایسی
وجود جن کا ہماری آنکھوں کی دسترس سے
کہیں پرے ہے
کروڑوں سالوں میں
روشنی جن کی
اِس جہاں کو جھلک دکھائے

اِنہی میں سورج کی سلطنت ہے
اور اِس کے اندر
مرا جہاں مختصر سا چھوٹا سا ایک ذرہ سا اِک کرہ ہے
مجھے خبر ہے تو اِس قدر بس کہ خالقِ کائنات تو ہے
میں کچھ نہیں ہوں
اُڑان بھی میری کچھ نہیں ہے
مگر میں جب بھی تجھے پکاروں
پلک جھپکنے سے پیشتر تو
میری مدد کے لئے ہزاروں
بہم کرے انتظام فوراً
کہ تو ہے خالق
کہ تو ہے مالک!

☆ ☆ ☆

نظم

لمحہ لمحہ ہے روبرو میرے
تیری خوشبو ہے چار سو میرے

خار چنتا ہوں گل پروتا ہوں
زخم کرتا ہے تو رفو میرے

ورنہ منزل مجھے کہاں ملتی
ساتھ چلتا رہا ہے تو میرے

یہ ترے نام کی کرامت ہے
لفظ کرتے ہیں گفتگو میرے

☆ ☆ ☆

ماں کی دعا

اگرچہ مری زندگی پر خطا ہے
مجھے میرے مولا نے سب کچھ دیا ہے

میں جو کچھ بھی ہوں پاس جو کچھ ہے میرے
یہ سب میری غم خوار ماں کی دعا ہے

☆ ☆ ☆

غزلیں

جانِ جاں

کون چاہے گا مجھے تیری طرح
کون سوچے گا مجھے تیری طرح
کون پوجے گا مجھے تیری طرح
کون چھوڑے گا مجھے تیری طرح

☆ ☆ ☆

☆

درختوں پر پرندوں کے بسیرے کچھ دنوں کے ہیں
تمہارے چاہنے والوں کے ڈیرے کچھ دنوں کے ہیں

جدا ہونے کے موسم میں جدا ہونا ہمیں بھی ہے
ملاقاتیں یہ شامیں یہ سویرے کچھ دنوں کے ہیں

کوئی دن ساتھ رکھ لو اپنے آنچل کی طرح مجھ کو
اے جانِ جاں تری بانہوں کے گھیرے کچھ دنوں کے ہیں

بڑے شہروں کی رونق گاؤں کو کھا جائے گی اک دن
یہ گلیاں اور یہ روشن بسیرے کچھ دنوں کے ہیں

کسی قربت سے جاذبؔ روشنی ہو جائے گی یکدم
جدائی کے دنوں کے یہ اندھیرے کچھ دنوں کے ہیں

☆ ☆ ☆

☆

برسوں کا شناسا بھی شناسا نہیں لگتا
کچھ بھی دمِ ہجراں مجھے اچھا نہیں لگتا

کر لوں میں یقیں کیسے کہ بدلا نہیں کچھ بھی
لہجہ ہی اگر آپ کا لہجہ نہیں لگتا

اک تیرے نہ ہونے سے ہوا حال یہ دل کا
بستی میں کوئی شخص بھی اپنا نہیں لگتا

کاغذ سے وہ مانوس سی خوشبو نہیں آئی
یہ خط بھی ترے ہاتھ کا لکھا نہیں لگتا

آنکھوں میں مری اس لئے جاذبؔ یہ نمی ہے
سوکھا ہوا دریا کبھی اچھا نہیں لگتا

☆ ☆ ☆

دل کو بہت ستائے تری آرزو صنم
شام و سحر جلائے تری آرزو صنم

پیہم تڑپ رہا ہوں مَیں تیرے خیال میں
بسمل مجھے بنائے تری آرزو صنم

صورت ملن کی تجھ سے نہ کوئی دکھائی دے
سپنے مگر دکھائے تری آرزو صنم

جاناں ترے فراق میں ہے زندگی کٹھن
کانٹوں پہ لا بٹھائے تری آرزو صنم

اِک عمر سے ہے فصلِ خزاں میں یہ دل مرا
فصلِ بہار لائے تری آرزو صنم

☆ ☆ ☆

☆

راستہ اپنا زمانے سے جدا رکھا ہے
ایک بے درد کو ہمدرد بنا رکھا ہے

روشنی یوں تو نہیں چہرے پہ اپنے اتنی
اس کی تصویر کو سینے میں سجا رکھا ہے

رات جاتی ہے مگر نیند نہیں آنکھوں میں
تیری یادوں نے عجب شور مچا رکھا ہے

پاؤں تکنے نہیں دیتی کہیں غم کی آندھی
آس کا دیپ مگر دل نے جلا رکھا ہے

کیا تجھے یاد کرے گا وہ خوشی میں جاذبؔ
ساعتِ غم میں تجھے جس نے بھلا رکھا ہے

☆ ☆ ☆

☆

وقت کے سیلِ بلا کو روکنا مشکل بہت
بے بسی کے مرحلوں کو چھوڑنا مشکل بہت

خواہشیں روزِ ازل سے زندگی کے ساتھ ہیں
زندگی میں خواہشوں سے بھاگنا مشکل بہت

تلخیٔ حالات ، مجبوری ، اَلم ، بے چارگی
ان کٹھن راہوں میں خود کو ڈھونڈنا مشکل بہت

قصۂ پارینہ جاذبؔ بن گئے علم و ادب
گم شدہ میراث کو اب کھوجنا مشکل بہت

☆ ☆ ☆

☆

تیری تصویر کو سینے میں سجا رکھا ہے
اور یہ بھید زمانے سے چھپا رکھا ہے

آندھیاں ایسی کہ کھلتی نہیں آنکھیں میری
آس کا دیپ مگر پھر بھی جلا رکھا ہے

اس لئے بھی ہے قریں اوروں سے منزل میری
راستہ میں نے زمانے سے جدا رکھا ہے

اُس کو تو نام بھی معلوم نہیں ہے میرا
نام کے ساتھ عجب نام ملا رکھا ہے

اِک دعا ماں کی مرے ساتھ ہے جاذبؔ ورنہ
رہ گزاروں نے مجھے آبلہ پا رکھا ہے

☆ ☆ ☆

☆

دلبری کو پھر محبت کا زمانہ چاہئے
رنج و غم کو دور کرنے کا بہانہ چاہئے

قدر دانی حسن کی ہر ایک کے بس میں نہیں
پیار کرنے کو مزاجِ عاشقانہ چاہئے

بن سنور کر اس لئے آیا ہے جاذبؔ بزم میں
تیرِ مژگاں کو کوئی اچھا نشانہ چاہیے

☆ ☆ ☆

☆

ہے خزاں یا بہار ہے جاناں
سب ترا اختیار ہے جاناں

پوچھتی ہیں یہ مضطرب موجیں
کون دریا کے پار ہے جاناں

گھر کے آئے ہوئے ہیں یہ بادل
آنکھ پھر اشک بار ہے جاناں

ضبط آخر کوئی کرے کب تک
درد بے اختیار ہے جاناں

رات کو نیند ، دن کو چین نہیں
اک عجب اِضطرار ہے جاناں

کیوں طبیعت اُداس ہے میری
کیوں ترا انتظار ہے جاناں

کاغذی ناؤ زندگی اپنی
پر مجھے اعتبار ہے جاناں

☆ ☆ ☆

یہ جو چاہت نصاب ہے بابا
عمر بھر کا عذاب ہے بابا

درد سینے میں یوں سمویا ہے
ہر نفس اضطراب ہے بابا

بے وفا تو چلے ہی جاتے ہیں
تیرا جانا عذاب ہے بابا

تو نے ایسا سوال پوچھا ہے
جس کا مشکل جواب ہے بابا

بس گیا گلستان آنکھوں میں
تیرا چہرہ گلاب ہے بابا

پہلی فرصت میں کر گزر جاذبؔ
عشق کارِ ثواب ہے بابا

☆ ☆ ☆

☆

اُدھر سے جب اشارہ آ گیا ہے
تلاطم میں کنارہ آ گیا ہے

لگے گی آگ یخ بستہ ہوا میں
کوئی لے کر شرارہ آ گیا ہے

ترے حصے میں آئی کامرانی
مری جانب خسارہ آ گیا ہے

ضدیں سب چھوڑنا تم کو پڑیں گی
منانے وہ دُوبارہ آ گیا ہے

ہتھیلی تک رہا ہوں اپنی جاذبؔ
مجھے ملنے ستارہ آ گیا ہے

☆ ☆ ☆

﴿☆﴾

نگاہِ یار میں تلخی بہت تھی
سو اپنی آنکھ بھی چھلکی بہت تھی

مجھے بھی حالِ دل کہنا تھا اس سے
اُسے بھی جانے کی جلدی بہت تھی

بھلاؤں کس طرح ساون کی بارش
جواں تھے جسم اور گرمی بہت تھی

خوشی نے یوں کیا گلنار چہرہ
نمیدہ آنکھ کجلائی بہت تھی

اچانک آ گیا تھا یاد جاذبؔ
گھٹا جب رات بھر برسی بہت تھی

☆ ☆ ☆

☆

ان آنکھوں کا کاجل پگلی
سامنے تو ہے ہر پل پگلی

کر دے رنگیں اور بھی موسم
رخ سے ہٹا دے آنچل پگلی

تیز ہوا کا جھونکا ہوں میں
تیرے عشق میں پاگل پگلی

کھیل وفا کا کھیل رہے ہیں
تو چندا ، میں بادل پگلی

آنکھوں سے تو اشک رواں ہے
دل خوشیوں سے بوجھل پگلی

ساتھ تو میرے ،ساتھ میں تیرے
لمحہ لمحہ ، پل پل پگلی

جاذبؔ کے دل کی تو دھڑکن
مت ہو آنکھ سے اوجھل پگلی

☆ ☆ ☆

☆

آس کا دیپ جلایا پھر آج
اِک گھروندا سا بنایا پھر آج

گاؤں کی مثل تھیں ساری گلیاں
دل نے اِک شہر بسایا پھر آج

بھول جانے کی اُسے بھول ہوئی
مجھ سے بچھڑا مرا سایہ پھر آج

تذکرہ اُس کا تو لے بیٹھے میاں
اور اگر اس نے جگایا پھر آج

فون بھی بند رہا ہے جاذبؔ
وعدہ کر کے بھی نہ آیا پھر آج

☆ ☆ ☆

☆

الوداع اس طرح کہا میں نے
خود سے خود کو کیا جدا میں نے

مانا دل کا ہی کہا ہے اب
کر لیا ہے یہ فیصلہ میں نے

مشکلوں سے جسے قریب کیا
عجلتوں میں گنوا دیا میں نے

اتنے نزدیک سے اُسے دیکھا
درمیاں رکھ کے فاصلہ میں نے

ایک چپ کام کر گئی جاذبؔ
جیسے سب کچھ ہی کہہ دیا میں نے

☆ ☆ ☆

☆

کیسے رستے ہیں مگر کیسا ہے
زندگانی کا سفر کیسا ہے

تم تو اُس گاؤں سے ہو آئے ہو
گاؤں کیسا ہے وہ گھر کیسا ہے

خار پتوں کی طرح اُگتے ہیں
یہ عداوت کا شجر کیسا ہے

جیت کا نشہ تو ہے اپنی جگہ
ہار جانے کا ہنر کیسا ہے

رات ، تنہائی کے صحرا میں اُڑی
دن سرِ راہ گزر کیسا ہے

یہ بھی اُس نے نہیں پوچھا جاذبؔ
حالِ دل ، زخمِ جگر کیسا ہے

☆ ☆ ☆

☆

تو نہیں جب سے ہم سفر میرا
رہ گزر ہے نہ ہے شجر میرا

کون دے گا یہاں مجھے دستار
ہر بشر چاہتا ہے سر میرا

تیرے جانے سے کچھ نہیں ہوتا
مجھ پہ ہونے لگا اثر میرا

ہر کوئی تھا سراب میں کھویا
دیکھتا کون پھر ہنر میرا

اجنبی شہر ، اجنبی گلیاں
کوئی دیوار ہے نہ در میرا

میں بھی جاذبؔ عجب مسافر ہوا
ساتھ چلتا ہے میرے گھر میرا

ایک مشکل مرحلہ ہے آج پھر
بے وفا سے واسطہ ہے آج پھر

چھوڑ دے گا یا مجھے چاہے گا وہ
واہمہ سا واہمہ ہے آج پھر

بھول جاؤں یا اُسے سجدے کروں
اک کٹھن سا مرحلہ ہے آج پھر

کل بھی کوئے یار سے دوری سی تھی
درمیاں میں فاصلہ ہے آج پھر

آ گیا ہے یاد جاذبؔ پھر کوئی
زندگی سے کیوں گلہ ہے آج پھر

☆ ☆ ☆

☆

جو میں سوچتا دل لگانے سے پہلے
تو منزل پہ ہوتا زمانے سے پہلے

بھلا دو گے مجھ کو تو پھر کیا کرو گے
ذرا سوچ لینا بُھلانے سے پہلے

نہ آئیں گے پھر لوٹ کر سارے رستے
سنو جانِ من دور جانے سے پہلے

مرا نام آئے گا یہ سوچ لینا
کہانی کسی کو سنانے سے پہلے

کئی راہیں اُس نے نکالی ہیں جاذبؔ
تجھے راستے سے ہٹانے سے پہلے

☆ ☆ ☆

☆

نگاہیں بھی ہم سے چراتے رہے
مگر زیرِ لب مُسکراتے رہے

مکمل نہ کر پائے تصویر کو
بناتے رہے اور مٹاتے رہے

اُڑی تھی خبر آج آئیں گے وہ
ستارے بھی سب جگمگاتے رہے

کہاں بڑھ سکا گل کی جانب یہ ہاتھ
گلستاں سے کانٹے ہٹاتے ہے

جو ہیں دربدر کوئی شکوہ نہیں
کہ ساحل پہ گھر ہم بناتے رہے

توجہ سے جاذبؔ سنی رات بھر
کہانی وہ جو بھی سناتے رہے

☆ ☆ ☆

☆

وہ ہتھیلی وہ حنا یاد آئی
اُس کے آنگن کی فضا یاد آئی

دھوپ میں چلتے اچانک مجھ کو
تیری زلفوں کی گھٹا یاد آئی

پھول ہی پھول کھلے صحرا میں
ایک گُل رنگ ردا یاد آئی

اٹھ گئے ہاتھ جو سوچا تجھ کو
مدتوں بعد دعا یاد آئی

یاد آتے ہی کسی کے جاذبؔ
بے وفائی کی ادا یاد آئی

☆ ☆ ☆

☆

شام جب جب قریب ہوتی ہے
دل کی حالت عجیب ہوتی ہے

دل بہلتا ہے دید سے تیری
کس کو فکرِ طبیب ہوتی ہے

جب تو ہوتا ہے روبرو میرے
ساری دنیا رقیب ہوتی ہے

نوجوانی کے خواب کیا کہنا
ہر تمنا عجیب ہوتی ہے

چاند کو دیکھنے سے اے جاذبؔ
چاندنی کب نصیب ہوتی ہے

☆ ☆ ☆

☆

اپنے قابو میں دل نہیں تب سے
تجھ کو دیکھا ہے اِک نظر جب سے

تیرا انداز ہر کسی سے الگ
اور مرا راستہ جدا سب سے

پھول مجھ کو وہ خوش نما سا لگے
چھو گیا جو ترے حسیں لب سے

بات سنتا نہیں یہاں کوئی
بات کرنا ہے اب نئے ڈھب سے

شہر سنسان اِس طرح جاذبؔ
چاند روٹھا ہو جس طرح شب سے

☆ ☆ ☆

☆

ستارے ہی ستارے دیکھتا ہوں
سفر کے استعارے دیکھتا ہوں

کبھی دیکھوں تلاطم خیز موجیں
کبھی حیراں کنارے دیکھتا ہوں

مقدر کی کہانی پڑھ رہا ہوں
کہاں تیرے اشارے دیکھتا ہوں

کہیں آنسو کہیں پر سسکیاں ہیں
دکھوں کے سب شمارے دیکھتا ہوں

سلگتی آگ ہے شدت کی دل میں
کئی اُٹھتے شرارے دیکھتا ہوں

چلے جاتے ہیں جاذبؔ کیوں بچھڑ کر
دل و جاں سے جو پیارے دیکھتا ہوں

☆ ☆ ☆

☆

بن گئی جب سے دوستی پتھر
ہو گئی زندگی مری پتھر

اس نے خود کو سمیٹ رکھا تھا
پھر جدائی میں ہو گئی پتھر

میرے اپنوں نے سنگ باری کی
کیوں لگے مجھ کو اجنبی پتھر

درد کی انتہا کا علم ہوا
درد سے ہر خوشی ہوئی پتھر

اس نے مجھ کو بھلا دیا جاذبؔ
جس کی خاطر سہے کئی پتھر

☆ ☆ ☆

☆

تن بدن سے لپٹ گئی سردی
پھر بھی لگتی ہے اجنبی سردی

میری ہمراز میری ساتھی ہیں
چودھویں شب کی چاندنی، سردی

سردیاں اور غضب کی بارش بھی
اور رگ و پے میں اجنبی سردی

سرد مہری دلوں میں ایسی تھی
اور بھی کچھ ٹھٹھر گئی سردی

چاند جاذب جو مسکراتا ہے
کرنے لگتی ہے گدگدی سردی

☆ ☆ ☆

☆

اُس کا ملنا تھا اک نئی حیرت
آج مجھ میں اُتر گئی حیرت

دیکھ کر مجھ کو روبرو اپنے
اس کی آنکھوں میں تھی سجی حیرت

کوئے جاناں میں جب سے ٹھہرا ہوں
مٹ گئی بار بار کی حیرت

آج تک میں بھلا نہیں پایا
اس کے چہرے کی شبنمی حیرت

دل تھا اک عمر سے مرا ویراں
بس گیا کس طرح ، ہوئی حیرت

ذکر تیرا کروں کتابوں میں
اور ان میں لکھوں تری حیرت

دل کی دنیا بدل گئی جاذبؔ
رنگ لائی ہے پیار کی حیرت

☆ ☆ ☆

☆

دور سے چھپ دکھلاتا چاند
دل آنگن میں اُترا چاند

ساگر کی لہریں مچلیں
جوبن پر جب آیا چاند

ساون کی پہلی برسات
میں بھیگا تو بھیگا چاند

برہا کی بوجھل سی رات
کس سے ملنے آیا چاند

یاد آیا روشن چہرہ
پاس مرے آ دمکا چاند

بادل ، بجلی اور طوفان
بیچ میں سہما سہما چاند

جنگل میں سناٹا ہے
گاؤں میں جا کر سویا چاند

جاذبؔ زلف جھروکے سے
سورج بن کر اُبھرا چاند

☆ ☆ ☆

☆

دل کے چکر میں آ گیا ہوں میں
اور پھر لڑکھڑا گیا ہوں میں

باتوں باتوں میں اک سلیقے سے
بات اپنی سُنا گیا ہوں میں

ہر کوئی اُس کے گیت گاتا ہے
سو اُسے گُنگُنا گیا ہوں میں

خامشی ہے ذکا سو چپ رہ کر
اپنا دامن بچا گیا ہوں میں

رات بھر انتظار میں جاذبؔ
کتنی شمعیں جلا گیا ہوں میں

☆ ☆ ☆

☆

ڈرتا ہوں حالات سے میں
بے قابو جذبات سے میں

غم سے باتیں کرتا ہوں
بات بنا کر بات سے میں

مجھ سے رہے گا تیرا نام
اور ہوں تیری ذات سے میں

سنگ نہیں ہوں انساں ہوں
واقف احساسات سے میں

عکس ہے تیرا آنکھوں میں
جاگ رہا ہوں رات سے میں

☆ ☆ ☆

☆

تم سے ملنے کی دل میں تھی خواہش
دل کی دل ہی میں رہ گئی خواہش

میں تھا اپنے وجود کا مالک
اور مری ذات کو تری خواہش

تیرے کوچے سے جب میں آیا تھا
ساتھ میرے تھی اجنبی خواہش

روح تک تو پہنچ گیا ہوں میں
مجھ سے آگے نکل گئی خواہش

دل کہ ٹکڑوں میں بٹ گیا میرا
ٹکڑے ٹکڑے کو ہے تری خواہش

دل کی محفل اُداس ہے جاذبؔ
زندگی بھی ہے ان کہی خواہش

☆ ☆ ☆

☆

نیا اک بہانہ بنانے لگی ہے
ہوا پھر دیے کو بجھانے لگی ہے

گریباں کی اب تو نہیں خیر یارو
نیا گُل محبت کھلانے لگی ہے

ہمیں دشت سے کوچ کرنا پڑے گا
کہ آوارگی راس آنے لگی ہے

کسی چاند کی اب نہیں کوئی پروا
وہ چہرے سے زُلفیں ہٹانے لگی ہے

کوئی اپنی حِدّت سے ٹھنڈا کرے اب
یہ شدت کی سردی جلانے لگی ہے

محبت نے جاذبؔ کیا موم پتھر
مرا نام وہ گنگنانے لگی ہے

☆ ☆ ☆

وہ ترا غم گسار ہو جانا
دل کا باغ و بہار ہو جانا

آنکھوں آنکھوں میں گفتگو ہونا
خامشی کا پکار ہو جانا

اک قیامت سے کم نہیں ہوتا
ختم ہر انتظار ہو جانا

یہ کرامت مرے جنوں کی ہے
بے حد و بے کنار ہو جانا

ہے یہ دولت کمال کی جاذبؔ
بے خودی کا خُمار ہو جانا

☆ ☆ ☆

☆

حالِ دل اپنا سناتے ہی رہے
نقش پانی پر بناتے ہی رہے

سونے والے سو گئے ، ہم عادتاً
داستاں اپنی سناتے ہی رہے

روشنی ہم نے تو کی ہر حال میں
دیپ اَشکوں کے جلاتے ہی رہے

حوصلہ ایسا محبت نے دیا
چوٹ کھا کر مسکراتے ہی رہے

نام تیرا گنگنایا جب تلک
چاند تارے جگمگاتے ہی رہے

وہ رُکا تو رُک گئے اپنے قدم
راستے جاذبؔ بلاتے ہی رہے

☆ ☆ ☆

☆

ستارہ زمیں پر اُترتا نہیں ہے
گلستانِ ہستی سنورتا نہیں ہے

دلِ بے کراں کو قرار آئے کیسے
جنوں میں یہ حد سے گزرتا نہیں ہے

تیرے روٹھنے سے نہ جانے ہوا کیا
نشہ بھی رگوں میں اُترتا نہیں ہے

فنا کی یہاں بات کرتے ہیں سب ہی
مگر موت سے کوئی ڈرتا نہیں ہے

نہیں تھاہ بحرِ محبت کی جاذبؔ
جو ڈوبا یہاں وہ اُبھرتا نہیں ہے

☆ ☆ ☆

☆

آنکھ جھپکی نہ بجھے ہیں سپنے
رات کی رات ملے ہیں سپنے

شہر سوئے بھی تو سوئے کیسے
چشم در چشم ترے ہیں سپنے

دل میں تصویر پرانی رکھی
پھر بھی کہتا ہے نئے ہیں سپنے

اور بھی تیز ہوئی ہے رفتار
جب سے یہ ساتھ ہوئے ہیں سپنے

توڑ کر شیشۂ دل دیکھ لے تو
کس قدر میرے کھرے ہیں سپنے

ہر قدم ساتھ ہے کوئی جاذبؔ
ہر قدم ساتھ رہے ہیں سپنے

☆ ☆ ☆

☆

خیالِ خوش جمال میں
ہے ذہن اِک دھمال میں

عجب ہے اُس کی گفتگو
جواب گم سوال میں

خبر نہیں کہاں ہوں میں
مگن ہوں اپنی چال میں

ہے زیست اِک ادھورا پن
مزہ نہیں کمال میں

صنم ہے جاذبِ نظر
عروج میں زوال میں

☆ ☆ ☆

☆

محبت کے سفر میں ہوں
میں راہِ پُر خطر میں ہوں

میں ہوں موجود اس صورت
زمانے کی نظر میں ہوں

بنوں گا جو بنائے گا
کسی دستِ ہنر میں ہوں

میں اپنی ذات کا مالک
مگر تیرے اثر میں ہوں

میں ہوں قوسِ قزح جاذبؔ
کمانِ خیر و شر میں ہوں

☆ ☆ ☆

☆

یہ سوچنے کا جو سلسلہ ہے
ہے کوئی انعام یا سزا ہے

نہ مر رہا ہوں ، نہ جی رہا ہوں
عجب محبت کا مرحلہ ہے

کٹے گی تنہا حیات کیسے
کبھی کبھی دل یہ سوچتا ہے

دِکھا ہتھیلی کہ میں یہ دیکھوں
مرے مقدر میں کیا لکھا ہے

خدا کو سجدہ ، خیال اُس کا
اے دل ! تجھے آج کیا ہوا ہے

کہیں نہیں ہے مگر وہ جاذبؔ
قدم قدم ساتھ چل رہا ہے

☆ ☆ ☆

☆

راہ دکھاتا ہے پتھر
لیکن تنہا ہے پتھر

کھاتے ہیں سو جاتے ہیں
اپنی دنیا ہے پتھر

زندہ ہو تو بات کرو
سب سے کہتا ہے پتھر

یار پلٹ کر دیکھ ذرا
شہر کو کرنا ہے پتھر

جاذبؔ سوچ سمندر میں
کس نے پھینکا ہے پتھر

☆ ☆ ☆

☆

مرے سامنے جو وہ آئے ہوئے ہیں
کسی اور سے دل لگائے ہوئے ہیں

محبت کی راہوں کے منظر سہانے
وہ راہیں وہ منظر پرائے ہوئے ہیں

کہیں ہو نہ ایسا' پرائے ہوں دشمن
کہ اپنے سبھی آزمائے ہوئے ہیں

www.SulemanJazib.Com

☆

اِدھر تم ہو اُدھر تم ہو
محبت کا نگر تم ہو

نگاہوں میں بسے ہو یوں
ہمیشہ ہم سفر تم ہو

ہو تم تعبیر خوابوں کی
مری شب کی سحر تم ہو

سنا دو حالِ دل اس کو
خود اپنے نامہ بر تم ہو

فضا مت چھوڑنا جاذبؔ
کسی کے بال و پر تم ہو

☆ ☆ ☆

☆

اسے دل لگانے کی فرصت نہیں ہے
مجھے ہار جانے کی فرصت نہیں ہے

غموں نے مجھے کر دیا ایسا پتھر
کہ آنسو بہانے کی فرصت نہیں ہے

بھرا ہے مری آنکھ میں اِک سمندر
نگاہیں اٹھانے کی فرصت نہیں ہے

ابھی کارِ دنیا میں الجھا ہوا ہوں
ابھی گھر بنانے کی فرصت نہیں ہے

تری دھن میں ایسے چلا جا رہا ہوں
کہ رستہ بنانے کی فرصت نہیں ہے

☆ ☆ ☆

☆

کسی سے بھی اپنا گلہ کچھ نہیں
محبت میں گرچہ ملا کچھ نہیں

اُسی کے لئے زندگی ہے مری
جو میرے لئے سوچتا کچھ نہیں

الاؤ ہے دل میں دہکتا ہوا
زباں سے مگر بولتا کچھ نہیں

مرے نام بھی شام کوئی کرو
بجز اس کے میری دوا کچھ نہیں

مجھے ایک پل بھی نہیں ہے قرار
سمجھتا ہے تُو یہ ہوا کچھ نہیں

عجب موڑ پر آگئی زندگی
ہیں الفاظ، پر مدعا کچھ نہیں

سبھی چشمِ نمناک نے کہہ دیا
کہ دامن میں جاذب بچا کچھ نہیں

☆ ☆ ☆

ملا کر قدم ساتھ چلنے تو دو
دلِ مضطرب کو سنبھلنے تو دو

ہواؤں کا رُخ بھی بدل دیں گے ہم
سَمے کو ذرا تم بدلنے تو دو

کسے مات ہوتی ہے پھر دیکھنا
ہمیں اپنی اِک چال چلنے تو دو

کہاں کون ہے' جان جاؤ گے تم
ذرا رنگِ محفل بدلنے تو دو

پلٹنے کا جاذب بہانہ ملے
دِیا بام پر کوئی جلنے تو دو

☆ ☆ ☆

☆

دلِ ناتواں کی ہے عادت پرانی
وہی بے سکونی وہی سرگرانی

وفا کی جو تلقین کرتا ہے مجھ کو
اُسی بے وفا کی ہیں آنسو نشانی

نئے خواب آنکھیں دکھاتی ہیں ہر شب
مگر آرزوئیں پرانی پرانی

بہت بیکراں ہے جہانِ تخیل
کبھی بے مکانی ، کبھی لامکانی

کہے گا کبھی حالِ دل اپنا جاذبؔ
کبھی تو سنائے گا اپنی کہانی

☆ ☆ ☆

☆

خوشیوں میں بھی غم ہی غم
دُکھ زخموں کا دُکھ مرہم

آنکھوں میں اِک رِم جھم ہے
خشک ہو یا بھیگا موسم

تیری صورت دیکھوں تو
ملتی ہے راحت پیہم

یہ جو یاد ستارے ہیں
ماند پڑیں نہ ہوں مدھم

ہر پل تیری فرقت میں
چشمِ جاذب ہے پرنم

☆ ☆ ☆

☆

چوٹ کھا کر مسکرانا چاہیے
صبر اپنا آزمانا چاہیے

صبح کا اعلان کرنے کے لئے
بُلبلوں کو چہچہانا چاہیے

خود ہی چل جائے گا منزل کا پتا
راہ سے پتھر ہٹانا چاہیے

یاد آیا ہے کوئی مدت کے بعد
ہم کو رونے کا بہانا چاہیے

بھولنا آساں کہاں جاذبؔ اُسے
بھول جانے کو زمانہ چاہیے

☆ ☆ ☆

☆

سزا وار ہوں تو سزا چاہئے
وفا دار ہوں تو وفا چاہئے

کوئی شام کر دے مرے نام تو
مری جاں! مجھے اور کیا چاہئے

جدائی کے لمحے گوارا نہیں
ملن اب تو بہرِ خدا چاہئے

مرے اشک بہتے ہیں بہتے رہیں
اُسے روٹھنے میں مزہ چاہئے

زمانے کی مجھ کو ضرورت نہیں
ترا ساتھ اے بے وفا چاہئے

ہے خاموش جاذبؔ تُو خود ہی بتا
محبت میں ایسی سزا چاہئے

☆ ☆ ☆

☆

میں اپنی رہ میں کانٹے بو رہا ہوں
محبت کر کے رسوا ہو رہا ہوں

کسی کی مسکراہٹ کہہ رہی ہے
خوشی کے ہیں جو آنسو رو رہا ہوں

مکیں جس کا ہوں میں بستی عجب ہے
بھری گلیوں میں تنہا ہو رہا ہوں

دمِ رخصت رواں ہیں میرے آنسو
اُسے کھونے سے پہلے کھو رہا ہوں

بھروں گا رنگ بھی اک روز جاذبؔ
ابھی تو داغِ حسرت دھو رہا ہوں

☆ ☆ ☆

☆

مری آزوؤں کا محور بنا ہے
مرے دل کے اندر وہی تو بسا ہے

مرا عشق سب کو نظر آئے قطرہ
جو سمجھیں تو اس میں سمندر چھپا ہے

سجے بام و در اور آنگن بھی مہکا
مرے گھر وہ مہمان جب سے بنا ہے

کروں کیا کہ احوال کہتی ہیں آنکھیں
زباں سے کہاں نام اس کا لیا ہے

نہیں دیکھتا میری جانب وہ جاذبؔ
مرے حالِ دل سے مگر آشنا ہے

☆ ☆ ☆

نظمیں

www.SulemanJazib.Com

"کاش"

کاش وہ رات بھی کبھی آئے
چاند جب آسماں پہ روشن ہو
میرے آنگن میں تو اُتر آئے
چاندنی یوں سمیٹ لے مجھ کو
تیری خوشبو لپیٹ لے مجھ کو
میں تری ذات میں سما جاؤں
اور تری روح میں اُتر جاؤں
میری سانسوں میں تیری خوشبو ہو
تیرا پیکر ہی میرے ہر سو ہو
کاش ایسی بھی رات آجائے
ہاتھ میں کائنات آجائے

☆ ☆ ☆

"تم"

ہزاروں لوگ ہیں جگ میں
بہت سے نام ہیں جن کے
مگر میرے تخیل میں
ہمیشہ سے
بسے ہو تم
رہے ہو تم
رہو گے تم

"اجنبی"

ملا تھا مجھے ہم نفس کی طرح
مگر یہ خبر ہی نہیں کون تھا؟
اگر اجنبی تھا
تو کیوں آج تک
بسا میری آنکھوں میں، سپنوں میں وہ
چراغاں کیے میری نیندوں میں ہے

کہ میں اجنبی
آپ اپنے لئے
اور سب کے لئے
دلِ مضطرب میں کہانی لیے

☆ ☆ ☆

" LOVE "

مجھے تم سے محبت ہے
تمہیں مجھ سے محبت ہے
محبت اک حقیقت ہے
محبت تو عبادت ہے
مگر یہ بات دنیا سے
کبھی ہم کہہ نہیں سکتے
حقیقت یہ بھی ہے جاناں
خرابوں اور سرابوں کی

خیالوں اور خوابوں کی
الگ اک اپنی دنیا ہے
جہاں ہم لوگ رہتے ہیں
سنو جاناں!
تری صورت مرے دل میں
مری صورت ترے دل میں
مگر تصویر اک دوجے کی کمروں میں نہیں رکھتے
کسی دیوار پر لٹکا نہیں سکتے
دلوں کا حال جو بھی ہو
کسی سے کہہ نہیں سکتے
اکٹھے ہو نہیں سکتے
جدا بھی رہ نہیں سکتے

☆ ☆ ☆

"تمنا"

مجھے پھر ٹوٹ کر چاہو
کہ جیسے ابتدا میں تم
تڑپتے تھے نہ ملنے پر
بلاتے تھے مجھے ہر پل
تمہیں کیا ہو گیا بولو
توجہ میں کمی کیوں ہے؟
وہ باتیں جو پرانی تھیں
وہ کیسے بھول بیٹھے ہو

مجھے معلوم ہے یارا !
وہ بیتے پل سنہرے دن
پلٹ کر پھر نہ آئیں گے
مگر پھر بھی تمنا ہے
مجھے پھر ٹوٹ کر چاہو
مجھے تم ٹوٹ کر چاہو

☆ ☆ ☆

"کہو کچھ تو کہو"

مدتوں بعد ملے ہو تو کوئی بات کرو
ایسی چپ چاپ سی خالی آنکھیں
دیکھنے والے کو بالکل نہیں اچھی لگتیں
کچھ بھی کہنے کو نہیں ہے تو کہو اے جاناں
دور رہنے میں مزہ کیسا ہے
حال کہنے میں رکاوٹ کیا ہے

یہ عداوت، یہ محبت کیا ہے
ایسی چپ اوڑھ کے ملنا بھی کوئی ملنا ہے
دل ہی مایوس اگر ہو تو خوشی پھر کیسی
حدِ امکاں میں نہیں ہے یہ مگر اے جاناں
دل میں جو بات ہے وہ بات کہیں ہم کھل کر
ورنہ اس دورِ جدائی کو مسلسل کر دیں

☆ ☆ ☆

”ممکن“

اگر ہو یہ ممکن
تو اِک ساتھ چلنے کا وعدہ نبھائیں
چلو دونوں مل کر
محبت کو پھر اپنی منزل بنائیں
اگر ہو یہ ممکن
تو کچھ دیر کو ہم
زمانے کے سارے اَلم بھول جائیں
اگر ہو یہ ممکن
تو رستہ بدلنے
کہیں دور جانے کا چھوڑیں ارادہ

فقط یاد رکھیں
ملن کا ہمیں نے تو وعدہ کیا ہے
اگر ہو یہ ممکن
تو موجوں سے لڑ کر،
تلاطم میں ڈوبی، محبت کی کشتی
کنارے پہ لائیں
اگر ہو یہ ممکن
تو صحرائے دل کی
سلگتی زمیں پر
محبت بھرے سرد پانی کے قطرے مسلسل گرائیں
اگر ہو یہ ممکن
تو ماضی کے شکوے، شکایت بھلا کر
چلو دونوں مل کر
محبت کریں اور محبت نبھائیں

☆ ☆ ☆

"بغاوت"

بہت پر خطر ہیں یہ رستے یہ راہیں
مگر ڈر نہیں کچھ
میسر اگر ایک دوجے کو ہم ہوں
ترے ہاتھ میں ہو مرا ہاتھ جاناں
مرے ہاتھ میں ہو ترا ہاتھ جاناں
ڈریں کس لئے اس زمانے سے ہم تم
نہیں کھوٹ کوئی جب اپنے دلوں میں
تو کیا ڈر ہو دنیا کا!

کیا ہو ہمیں غم!
بس اتنی خبر ہے
کوئی جب بھی روکے گا رستہ ہمارا
بغاوت کا لاوا جلا دے گا سب کچھ
مٹا دے گا سب کچھ

☆ ☆ ☆

"اجنبی دیاروں میں"

غم و آلام کے گرداب میں
اکثر یہ ہوتا ہے
کوئی رستہ نہیں دیتا
کوئی رستہ نہیں بنتا
کوئی ایسا نہیں ملتا
جو بڑھ کر ہاتھ کو تھامے
سہارا دے، کنارے کی طرف کھینچے

فقط اک بے بسی ہوتی ہے
اور گرداب ہوتا ہے
اچانک پھر
اُمیدوں کی کرن کوئی
دکھا دیتی ہے اک رستہ
بنا دیتی ہے اک رستہ
کرن اُمید کی پتوار بنتی ہے
بھنور میں بے یقینی کے
یقیں ساحل دکھاتی ہے

☆ ☆ ☆

گزرے ہونے لمحے

وقت گزر ہی جاتا ہے
باتیں بھول بھی جاتی ہیں
لیکن وہ رنگیں لمحے۔۔
جو ساتھ گزارے ہوتے ہیں
وہ انمٹ ہو جاتے ہیں
تنہائی کے موسم میں
اور فرصت کی گھڑیوں میں
بے آہٹ، بے چاپ

ہمارے پاس وہ سب آجاتے ہیں
اتنا پاس اور اتنا قریب
کہ ہم ان کو محسوس کریں
دھڑکن کی طرح

☆ ☆ ☆

''آؤ پھر سے یاد کریں ہم''

آؤ پھر سے یاد کریں ہم
بیتے لمحے ماضی کے
میری تیری یادوں میں
ساون کی برساتیں تھیں
رنگین سہانے موسم تھے
ملتے تھے ہم باغوں میں
پیار کی باتیں کرتے تھے
اک دوجے کی بانہوں میں

جھوم جھوم ہم سے جاتے تھے
وہ لمحے جو بیت گئے
آئے نہ لوٹ کے جانے کیوں؟
وہ لمحے وہ گزرے دن
آؤ پھر سے یاد کریں ہم

☆ ☆ ☆

”یاد داشت“

اُسے کہنا!
ستاتی ہیں مرے دل کو
تری یادیں رلاتی ہیں
محبت میں کیے وعدے سبھی تم نے بھلا ڈالے
وفا کی توڑ دی قسمیں
مٹا دیں پیار کی رسمیں
اسے کہنا!
میرا دکھڑا بھی سن جائے

کبھی اپنی سنا جائے
بنا اس کے میں تنہا ہوں، اکیلا ہوں
دیا روشن کیا تھا جو، اُسے خود ہی بجھا ڈالا
مجھے پل پل رلا ڈالا
اسے کہنا!
کہ دل اُس کی جدائی میں تڑپتا ہے
دھڑکتا ہے

"بولتی آنکھوں والی گڑیا"

بہت سے کھلونوں کے جھرمٹ میں رقصاں
عجب تھی وہ گڑیا
بجاتی تھی تالی
گھماتی تھی بالی
ذرا دور اُس سے جو بچے کھڑے تھے
عجب حیرتوں سے اُسے تک رہے تھے
کسی کی بھی مٹھی میں پیسے نہیں تھے
اُسی بھیڑ میں، مَیں بھی ساکت کھڑا تھا

عجب مرحلہ تھا
وہ منظر کبھی آج تک میں نہ بھولا
بجا بات کرنا مجھے آ گیا ہے
وہ گڑیا ملے تو
اُسے حال دل کا میں کیسے بتاؤں
اُسے کس طرح یہ کہانی سناؤں
کہ میں آج بھی اُس کے ہی روبرو ہوں
وہیں پر کھڑا ہوں

☆ ☆ ☆
☆ ☆
☆

تمام تر مطالعاتی فطرت کے باوجود کوئی یہ دعویٰ نہیں کر سکتا کہ اس نے سب کچھ پڑھا ہے۔ فنِ سخن میں آج کے دور میں اگر لاتعداد شاعری کے مجموعے منصۂ شہود پر آ رہے ہیں تو حیرت کی بات نہیں بلکہ مسرت کا مقام ہے کہ نئی نسل کا رُجحان شعروادب کی طرف منعطف ہو رہا ہے۔

اکابرینِ ادب بعض اوقات نئی نسل کے نئے اور نوجوان شعراء سے بے اعتنائی برتتے ہیں کہ شاید ان کا کلام قابلِ اعتناء نہیں لیکن یقیناً یہ ایک غیر منصفانہ رویّہ ہے۔

ضروری ہے کہ نئے شعراء اور نئی نسل کی سخنوری کا بہ عمیق دل کشادگی دھن سے مطالعہ کیا جائے۔

سلیمان جاذبؔ کی شاعری کا مطالعہ کرنے کے بعد مجھے بڑی حیرت یہ ہوئی کہ یہ نوجوان کس قدر خوبصورتی سے اپنے جذبات واحساسات کا اظہار لفظوں کے پیرہن میں کر سکتا ہے۔

مثلاً ان کی ایک غزل کا یہ شعر

نگاہِ یار میں تلخی بہت تھی
سو اپنی آنکھ بھی چھلکی بہت تھی

سلیمان جاذب کی شاعری میں مختصر بحریں اور سہلِ ممتنع کی رنگا رنگی انکی غزلوں کو جاذبیّت عطا کرتی ہیں۔ رجحان اور میلان یقیناً روایتی ہے لیکن اظہارِ خیال میں کہیں کہیں چونکا دینے والی کیفیت ضرور ہے جو آئندہ کے امکانات کا ایک درخشندہ اشاریہ ہے۔

یعقوب تصورؔ

ابوظہبی

۱۵ ستمبر ۲۰۰۹ء

تیری خوشبو

سلیمان جاذب

کاش

کاش وہ رات بھی کبھی آئے
چاند جب آسماں پہ روشن ہو
میرے آنگن میں تو اُتر آئے
چاندنی یوں سمیٹ لے مجھ کو
تیری خوشبو لپیٹ لے مجھ کو
میں تری ذات میں سما جاؤں
اور تری روح میں اتر جاؤں
میری سانسوں میں تیری خوشبو ہو
تیرا پیکر ہی میرے ہر سو ہو
کاش ایسی بھی رات آجائے
ہاتھ میں کائنات آجائے

سلیمان جاذب

Azmi PUBLICATIONS
Suit#2, Third Floor, Tufail Chambers
39 Mozang Road, Safanwala Chowk, Lahore
Tell: 92 42 5507311, 03214044197